شخصیت

شیخ الحدیث والتفسیر، استاذ العلماء

حضرت مولانا عبدالقادر حقانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بقلم: مولانا رشید احمد حقانی

ایام ماضی میں چند علماء، صلحاء، فقہاء، محدثین، مفسرین، مصنفین، مجاہدین، مدرسین اور مبلغین نے شب و روز کی انتھک کوششوں کے بعد اور حالات کے نشیب و فراز سے مقابلہ کرنے کے بعد اس شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم کو ہر شعبے میں زندہ رکھا اور دین مبین کو تسلسل کے ساتھ ہم تک پہنچایا، اسی تسلسل کی ایک کڑی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ بھی تھے۔

حضرت مولانا موصوفؒ بیک وقت اچھے مدرس، محدث، مفسر اور ماہر علوم دینیہ مانے جاتے تھے، حضرت کے خلوص، وفا اور تقویٰ سے بے شمار لوگوں نے فیض اٹھایا۔ سادہ مزاجی، خاکساری اور انکساری کا پیکر تھے، بے تکلف انداز میں لوگوں سے میل ملاقات کیا کرتے، طلبہ کے ساتھ خوش خلقی کی الگ حیثیت ہوتی، علماء اور دین دار عوام کے ساتھ الگ نشست و برخاست ہوتی، عجب وخود پسندی سے پاک اور غربت کی زندگی اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے، سرکاری نوکری ہو یا مراعات ہوں، ان سے ہمیشہ دور رہے، دین دار لوگوں کے جنازوں میں شرکت، مریضوں کی عیادت اور پریشان حال لوگوں کی پریشانی میں تسلی کے لیے وعظ کرنا تو حضرت شیخ کی نمایاں عادت تھی۔

ولادت باسعادت:

آپ رحمہ اللہ کی ولادت ۱۹۵۶ء کو جناب لعل محمد مرحوم کے گھر میں ہوئی۔ پرانے زمانے میں اَسباق مسجدوں میں ہوا کرتے تھے، مدارس کا نظام کم تھا، حضرت شیخ نے ابتدائی تعلیم جامع مسجد کاسیان کوئٹہ میں اپنے مرحوم بھائی شیخ الحدیث حضرت مولانا نور محمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی، پھر خانوزئی، بلوزئی میں پنج گنج، صَرف میر وغیرہ کتب مولانا عبدالظاہر صاحب سے پڑھیں، پھر بلوچی اسٹریٹ میں کچھ کتابیں پڑھیں، پھر مری آباد اور تیل گودام میں، اس کے

بعد جامعہ مظہر العلوم شالدرہ میں کچھ کتابیں فنون کی حضرت مولانا عبدالاحد صاحب سے پڑھیں، پھر جامعہ قاسم العلوم شابو میں فنون کی کچھ کتب پڑھیں، اس کے بعد (ٹھل) خیبر پختونخوا کی طرف علمی سفر کیا، وہاں مشہور و معروف عالم حضرت مولانا عبدالسلام منطقی سے تکملہ کی کتب پڑھیں۔

پھر عالم اسلام کی عظیم دینی درس گاہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک چلے گئے، وہاں حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے ہاں موقوف علیہ اور دورۂ حدیث اعلیٰ نمبرات سے سن ۱۹۸۳ء میں کیا، شیخ صاحب کہتے تھے کہ مجھے طالب علمی کے دوران شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ امتحان میں ۱۰۵ نمبرات دیتے تھے، پانچ نمبر اعزازی ملتے تھے۔ سالانہ امتحانات ہوں یا دوسرے امتحانات، تیس منٹ میں پرچہ حل کر لیتے اور عموماً پہلی یا دوسری پوزیشن حاصل کرتے۔ آپ نے طالب علمی کا دورانیہ ۱۷ سال میں مکمل کیا۔

تکمیل دراسات:

علمی ذوق کی مزید تکمیل کے لیے 'شافیہ' حضرت مولانا قاضی حمید اللہ جان صاحبؒ سے پڑھی اور دورہ تفسیر القرآن امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ سے پڑھا۔

بیعت و تصوف:

آپ نے حضرت مولانا شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحبؒ سے بیعت کی تھی اور آپ کی نگرانی میں سلوک کی منازل طے کیں۔

درس و تدریس:

آپؒ کی تعلیم سے فراغت کے فوراً بعد ہی آپ کے بھائی علامہ نور محمد رحمہ اللہ نے پہلے سال سلم العلوم، تحریر کندیا، شرح جامی جیسی مشکل کتابیں، درس میں دے دی تھیں، حضرت مولانا نور محمد رحمہ اللہ کہتے تھے کہ محنت کرو، طلبہ کو اسباق میں مطمئن کرو۔ تقریباً ۳۳ سالہ تدریسی دورانیہ میں ہزاروں طلبہ اور علماء کو دینی چشمے سے سیراب کیا، ہر سبق کو دو تین مرتبہ دُہراتے تھے، ہر کتاب میں تمام مشکل ابحاث کتاب کے شروع میں طلبہ کو بتاتے تھے۔

آپ کا تدریسی اسلوب:

آپ کا طریقہء تدریس عام فہم اور آسان تھا، مشکل سبق، مغلق عبارات اور الجھے مسائل کو نہایت سہل بنا دیتے تھے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مصائب کا تذکرہ آتا تو آواز میں ایک قسم کی پستی پیدا ہو جاتی۔ طلبہ کی تشنیطِ اذہان کے لیے کبھی مزاحیہ واقعات بھی بیان کرتے تھے جس سے طلبہ خوش ہو کر پھر سے اسباق میں پورے ذوق وشوق کے ساتھ مصروف ہو جاتے تھے، ہر طالب علم اور شاگرد کے ساتھ شفقت کے

تعلقات قائم رکھتے اور محبت سے بھرے ہوئے لہجے میں گفتگو فرماتے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ سبق میں غیر حاضری سے سخت اجتناب کرتے، کبھی فجر کی نماز پڑھ کر موٹر سائیکل پر پچاس کلومیٹر دور سفر کرکے بھی مدرسہ میں پڑھائی کے لیے پہنچ جاتے۔ روزانہ سبق شروع کرنے سے قبل خوشبو اور مسواک ضرور استعمال کرتے، دوران درس شاگردوں کو کہتے کہ جب آپ حضرات فارغ ہوکر عالم بن جائیں تو ضرور درس وتدریس کرنا، چاہے ناظرہ کا سبق ہی کیوں نہ ہو، اور مطالعہ بھی لازمی کیا کرو چاہے شروط الصلوۃ زیر تدریس ہوں، اور یہ بھی کہا کرتے کہ ہر نماز کے بعد آیت الکرسی کی تلاوت پابندی سے کرو کیونکہ فتنوں اور مصیبتوں کا دور ہے۔ تصویر کشی کے سخت خلاف تھے ،تصویر توڑنے کی وصیت اکثر طلبہ کو اسباق میں کیا کرتے، کہتے کہ ہم بت شکن ہیں، تو جہاں تصویریں ہوں تمہارے گھر میں یا دوسری جگہوں میں تو ان کو توڑ و اور خود بھی تصویر بنوانے سے اجتناب کرو۔

آپؒ کے اساتذہ کرام:

آپ نے جن علماء واساتذہ سے اکتسابِ علم کیا وہ مندرجہ ذیل ہیں: (۱)۔امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر۔(۲) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق۔(۳) مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد فرید۔(۴) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب زروبوی صدر صاحب۔(۵) شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ بابا جی۔(۶) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحلیم دیربابا صاحب۔(۷) شیخ الحدیث مولانا قاضی حمید اللہ جان رحمہ اللہ۔(۸) شیخ الحدیث مولانا نور محمد۔(۹) حضرت مولانا جان محمد صاحب جامعہ اسلامیہ کوئٹہ۔(۱۰) حضرت مولانا عبدالاحد صاحب۔(۱۱) حضرت مولانا عبدالسلام صاحب ٹھل۔(۱۲) شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔(۱۳) فخر الفقراء جناب محترم قاری عبدالخالق صاحب عرف بارحمت۔(۱۴) حضرت مولانا عبدالظاہر صاحب خانوزئی والا۔

آپؒ کے شاگرد:

آپ کے تلامذہ تو ہزاروں کی تعداد میں ہیں، ان میں سے مشہور اور قابل قدر تلامذہ درج ذیل ہے:

۱۔شیخ الحدیث حضرت مولانا نظر محمد حقانی جامعہ بحر العلوم کوئٹہ۔۲۔شیخ الحدیث حضرت مولانا نور محمد صاحب جامعہ اشرف العلوم کربلا پشین۔۳۔حضرت مولانا رحمت اللہ آغا، استاد حدیث جامعہ کنز العلوم یارو پشین۔۴۔حضرت مولانا قاری محمد ولی صاحب۔۵۔حضرت مولانا مفتی احمد جان صاحب۔۶۔حضرت مولانا عبداللطیف صاحب، اسماعیل زئی سیدن پشین۔ ۷۔مولانا عبدالاحد صاحب، مہتمم مدرسہ شمس العلوم نالی پشین۔۸۔مولانا محمد سلیم صاحب، مہتمم جامعہ صدیقیہ کوئٹہ۔۹۔مفتی محمد قسیم صاحب کلک عرمبئی۔۱۰۔مولانا خدائے دوست کچلاک۔۱۱۔مولانا محمد رمضان گلستانی صاحب۔۱۲۔مولانا محمود صاحب۔ بندہ بھی حضرت شیخ کے شاگردوں میں شامل ہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کے بعض واقعات:

☆......جمعیت علماء اسلام کے دو دھڑوں کا جب انضمام ہوا تو حضرت شیخ الحدیث فرماتے کہ آج میری خوشی و مسرت بے انتہا ہے، زندگی بھر اس سے زیادہ خوشی مجھے نہیں ملے گی، ہمیشہ علماء کے اتحاد و اتفاق کے لیے بے چین نظر آتے، جب کہ بعض حضرات نے بتایا کہ جب انضمام ہو رہا تھا تو حضرت شیخ الحدیث روتے تھے کہ خدا کا انعام ہے کہ آج میں نے اپنی آنکھوں سے علماء کا اتحاد دیکھ لیا۔

☆......جب بھی اپنے ہم عصر علماء سے ملتے تو فرماتے کہ کیسے موت کے لیے تیاری کی ہے؟ میں تو موت کے لیے تیار ہوں، اور کہتے کہ ساٹھ برس عمر میری پوری ہو چکی ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کی عمر ساٹھ سے ستر برس تک ہوگی۔

☆......مجاہدین سے بے پناہ محبت تھی، ہر وقت ان کے لیے دعائیں کرتے، جب بھی کوئی مجاہد شہید ہوتا تو بہت پریشان ہوتے اور ان کی تعزیت یا جنازے میں ضرور شرکت کرتے اور کہتے کہ یہی لوگ ہماری نجات کا سبب بنیں گے۔انتقال سے آدھ گھنٹہ قبل ہی کسی جنازے سے واپس ہو کر گھر پہنچے تھے جو بندہ کی اقتداء میں پڑھی حالانکہ بندہ نے نماز جنازہ پڑھانے کے لیے اصرار بھی کیا مگر شیخ الحدیثؒ کہتے کہ آپ میت کے پیش امام ہیں آپ سب سے زیادہ حقدار ہیں اور اسی دن دوسرے دنوں کے بہ نسبت زیادہ اَحادیث پڑھائیں، اسی دن جب قبرستان پہنچے تو بڑے بڑے علماء کی قبور پر حاضری دی اور دیر تک دعاؤں میں مشغول رہے۔

☆......حضرت شیخ صاحبؒ علماءِ دیوبند کے حقیقی جانشین تھے، حضرتؒ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا مگر صفت عجز بطور خاص قابل ذکر ہے، جیسے حدیث شریف میں ہے: مَن تواضع لِلّٰه رَفَعَهُ الله ۔فرق باطلہ کے سخت خلاف تھے، خصوصاً فرقہ سیفیہ کے جو کہ آج کل زور و شور سے پھیلتا جا رہا ہے۔

☆......کبھی بھی اپنے نام کے ساتھ مولانا یا مولوی نہیں لکھتے تھے، صرف ''عبدالقادر عفی عنہ'' لکھتے، یہ بھی ان کی تواضع کی بڑی علامت تھی۔سخت بیمار ہوتے تب بھی شیخ صاحبؒ سبق میں ناغہ نہ کرتے حتیٰ کہ بعض دفعہ گردوں کی سخت تکلیف ہوئی پھر بھی لیٹ کر سبق پڑھاتے، بارش، برف باری اور سخت سردی میں سبق کے لیے جانے میں کوئی رکاوٹ محسوس نہیں کرتے تھے۔مطالعہ میں بہت تیز تھے، فنون کی مشکل کتب کا دس منٹ میں مطالعہ کر لیتے، بغیر مطالعے کے کبھی کتاب نہیں پڑھاتے تھے، فصاحت کا یہ عالم تھا کہ طالب العلم کتنا بھی غبی ہوتا سبق سمجھ لیتا تھا، جب کوئی عالم یا شاگرد ان سے ملتا ان سے پہلے درس و تدریس کا ضرور پوچھتے، جب وہ کہتے کہ فلاں جگہ تدریس کر رہا ہوں تو بہت خوش ہوتے ورنہ بار بار تدریس کرنے کا کہتے۔

☆......بڑھاپے کی عمر میں ۲۰۱۵ء کے اوائل میں جب علاقے کے علماء نے باطل فرقوں کے خلاف تحریک چلائی تو حضرت شیخ صاحب خود بہ نفسِ نفیس اس میں شریک ہوتے۔ دینی پروگراموں میں شرکت کے لیے دور جگہوں تک پیدل یا موٹر سائیکل پر سفر کرتے۔ بندہ کے ساتھ پانچ سال مسلسل موٹر سائیکل پر روزانہ درس کے لیے جاتے رہے، کبھی جب موٹر سائیکل خراب ہوتی تو پانچ کلومیٹر پیدل گھر سے مدرسہ کو جاتے تھے۔

☆......حضرت کی علمی استعدد بہت بلند تھی، خاموشی میں بھی عالمانہ وقار ہوتا، خوش طبعی سنت کے مطابق تھی، علم اور علماء سے محبت تھی، مستغنی عن الدنیا تھے، اس سال آپ کے بعض عادات وافعال سے پتا چلتا کہ اَب عمر کے آخری ایام ہیں۔

آپ کی منصبی ذمہ داریاں:

آپ جمعیت علماء اسلام ضلع کوئٹہ کی شوریٰ کے ممبر اور علماء مصالحتی کمیٹی کے رکن تھے، جمعیت علماء اسلام امام شاہ ولی اللہ یونٹ اور عوامی رابطہ و دارالافتاء کے سرپرست تھے۔ جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ پشتون آباد آخری اسٹاپ کوئٹہ کے مہتمم بھی تھے۔

وفات:

بالآخر ملت اسلامیہ کے عظیم رہبر، علم وعمل کے پیکر ہارٹ اٹیک کی وجہ سے وفات پا گئے، ۱۳ منٹ کے اندر اندر اس فانی دنیا سے رحلت فرما گئے، مورخہ ۲۷ فروری ۲۰۱۶ء عصر ۵ بج کر ۱۵ منٹ پر بمطابق ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ کو **كل نفس ذائقة الموت** کے مصداق بن گئے۔

نماز جنازہ:

نماز جنازہ بندہ مولوی رشید احمد حقانی صاحب نے کیوڈی گراونڈ سیٹلائٹ ٹاؤن میں پڑھائی، ہزاروں کی تعداد میں علماء وطلبہ کرام اور دیندار عوام نے آپ کے جنازے میں شرکت کی۔ پسماندگان میں دو بھائی حاجی محمد کبیر صاحب اور محمد کریم صاحب، چار بھتیجے مولانا محمود صاحب، مولانا عطاء اللہ صاحب، مولانا سعید احمد صاحب اور حافظ امداد اللہ صاحب، چھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں چھوڑی ہیں، بیٹوں میں بڑا فرزند بندہ ہے جو کہ جامعہ میں استاذ ہے، چار بچے زیر تعلیم ہیں اور ایک تجارت پیشہ ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیث کی قبر پر بے بہا انورات برسائے اور ان کے فیوضات کو ہمارے سروں پر تادیر جاری رکھیں، اور جامعہ دارالعلوم اسلامیہ پشتون آباد کے اَساتذہ کو اور ان کے اقرباء اور شاگردوں اور احباء کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین!

☆......☆......☆